دیوان منہاج الحقیقت

از

فقیر قادر بخش متخلص بہ بیدل

(۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء_۱۲۸۹ھ/۱۸۷۳ء)

مرتب

ڈاکٹر خضر نوشاہی

بیدل یادگار کمیٹی

۲۰۰۷ء

دیوان منہاج الحقیقت

از

فقیر قادر بخش متخلص بہ بیدل

(۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء_۱۲۸۹ھ/۱۸۷۳ء)

مرتب

ڈاکٹر خضر نوشاہی

بیدل یادگار کمیٹی

۲۰۰۷ء

کتاب کا نام:	دیوان منہاج الحقیقت
کلام:	فقیر قادر بخش متخلص بہ بیدل
مرتب:	ڈاکٹر خضر نوشاہی
اشاعت اول:	2007ء
طابع:	سندھیکا اکیڈمی، کراچی فون: 021-2737290
ناشر:	بیدل یادگار کمیٹی

ملنے کا پتہ

کاٹھیاواڑ بوک اسٹور، اردو بازار کراچی، شاہ لطیف کتاب گھر، حیدر چوک حیدرآباد

کتاب مرکز، فریئر روڈ، سکھر، نیشنل بوک اسٹور، بندر روڈ لاڑکانہ

حرف اول

بیدل یادگار کمیٹی کی جانب سے حضرت فقیر قادر بخش بیدلؔ کے گذشتہ سال منعقدہ ۱۳۸ویں سالانہ عُرس کے موقع پر بیدل سائیں کی فارسی شعری تصنیف ''دیوان سلوک الطالبین'' کو شایع کیا گیا تھا، جسے نامور محقق ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب نے مُرتب کیا تھا۔

اس سال یعنی بیدل سائیں کے ۱۳۹ویں سالانہ عُرس کے موقع پر اُسی اشاعتی سلسلے کی ایک اہم کڑی ''دیوان منہاج الحقیقت'' آپ سب کے پیش نظر ہے، جسے بھی ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب نے مُرتب کیا ہے اور اس کا شایع ہونا ہمارے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہے۔

حضرت فقیر قادر بخش بیدلؔ کی ابھی تک بہت سی تصانیف غیر مطبوعہ ہیں جن کا شایع ہونا، بیدل یادگار کمیٹی کی ترجیحات میں شامل ہیں۔

اس بہت بڑے کام کو سرانجام دینے پر ہم سکھر کے ضلع ناظم سید ناصر حسین شاہ صاحب اور ڈی سی او جناب خواجہ شفیق کے ممنون و مشکور ہیں۔

نومبر ۲۰۰۷ء

اختر درگاہی
سکریٹری
بیدل یادگار کامیٹی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش گفتار

حضرت فقیر قادر بخش متخلص بہ بیدلؔ برصغیر پاک و ہند کے ان معدودے چند معروف شعراء میں سے ہیں جنہوں نے متعدد زبانوں میں اظہارِ خیال کیا، اور بالخصوص صوفیانہ افکار و خیالات کا ابلاغ کیا ۔حضرت بیدل نے عربی، فارسی، اردو، سندھی اور سرائیکی میں کم وبیش تیس (۳۰) کتابیں یادگار چھوڑیں۔

آپ ۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء میں روہڑی (سندھ) میں پیدا ہوئے آپ کے بیٹے محمد محسن متخلص بہ بیکس نے آپ کی تاریخِ ولادت اس طرح کہی ہے۔

ز غیب آمدہ روضۃ العارفین

بگفتم: گلی راحت العاشقین

۱۲۳۱ھ

آپ کے والدِ محترم کا نام فقیر محمد محسن (بن محمد فرید ولد میاں عبدالقادر) تھا۔ جو ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے۔آپ قریشی صدیقی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

اولاد:

بیدل سائیں کے ہاں ایک بیٹی اور تین بیٹے پیدا ہوئے۔بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔محمد محسن بیکس ۲۔محمد فرید ۳۔امام بخش

وفات و مدفن:

آپ نے ۱۶ ذیقعد ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۳ء کو وصال فرمایا اور روہڑی (سندھ) میں اسی جگہ آپ کو سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ اکثر مراقبہ کیا کرتے تھے۔اب ہر سال ۱۴ تا ۱۶ ذیقعد کو آپ کا عرسِ مبارک آپ کے مزارِ اقدس پر بڑے اہتمام سے منایا جاتا ہے۔

علمی وادبی خدمات:

حضرت قادر بخش بیدلؔ اپنے عہد کی بہت بڑی علمی وروحانی شخصیت تھے۔ان کے علمی وادبی آثار اس پر شاہد ہیں۔آپ بیک وقت عالمِ دین، صوفی، شاعر، ادیب اور تاریخ گو تھے۔آپ نے اپنی ۵۹ سالہ زندگی میں نظم ونثر میں کم وبیش ۳۰ کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔بخوفِ طوالت ہم یہاں ان کتابوں کے صرف نام لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مقدمہ ٔراقم بر کتاب دیوان سلوک الطالبین از بیدلؔ مطبوعہ بیدل یادگار کمیٹی روہڑی۔۲۰۰۵ء)

۱۔مثنوی ریاض الفقر، ۲۔دیوان سلوک الطالبین، ۳۔رموز القادری، ۴۔مثنوی دلکشا، ۵۔مثنوی نہر البحر، ۶۔دیوان بیدل (فارسی) ۷۔قصہ ہیر رانجھا، ۸۔قصۂ لیلیٰ ومجنوں، ۹۔ظہور نامہ، ۱۰۔تاریخ ہای وفات، ۱۱۔فوائد المعنوی، ۱۲۔پنج گنج، ۱۳۔سند الموحدین، ۱۴۔رموز العارفین، ۱۵۔تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب، ۱۶۔فی بطن احادیث، ۱۷۔قرۃ العینین فی مناقب السبطین، ۱۸۔انشاء قادری، ۱۹۔تاریخ سندھ، ۲۰۔خطباتِ جمعہ ووصیت نامہ، ۲۱۔عقاید، ۲۲۔متفرق کلام، ۲۳۔دیوان مصباح الطریقہ، ۲۴۔کرسی نامہ، ۲۵۔سرود نامہ، ۲۶۔وحدت نامہ، ۲۷۔وحدت نامہ (اردو)، ۲۸۔غزلیاتِ ہندی، ۲۹۔فرائض صوفیہ (ان تمام کتب کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "مقدمہ ٔ دیوان سلوک الطالبین" مطبوعہ بیدل یادگار کمیٹی ۲۰۰۶ء صفحہ نمبر ۱۰ تا ۱۶)

دیوان منہاج الحقیقت:

یہ دیوان ۱۲۶۵ھ میں مکمل ہوا۔اس میں ہر ردیف میں ایک غزل ہے۔اس کا ایک ہی قلمی نسخہ دستیاب ہوا ہے جو سید عبدالحسین موسوی سکنہ روہڑی حال مقیم کراچی نے فراہم کیا ہے۔جس پر ہم ان کے صمیمِ قلب سے شکر گزار ہیں۔بظاہر یہ نسخہ کسی مجموعہ کا حصہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کے آغاز میں صفحہ نمبر ۹۱ اور اختتام پر صفحہ نمبر ۱۰۶ درج ہے۔لہٰذا انہی اوراق کو سامنے رکھ کر یہ متن مرتب کیا گیا ہے۔اس میں بعض مصرعے ساقط الاوزان ہیں اور متعدد الفاظ پر سندھی لہجے کی چھاپ ہے۔تاہم بیدلؔ سائیں کی فارسی زبان وادب میں خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔اور یہ دیوان جہاں سندھ کے اہلِ علم وفن کی فارسی ادب میں خدمات کی نمائندگی کرتا ہے وہاں یہ فارسی ادب کے حوالے سے ایک گراں قدر اضافہ ہے اور محققین کے لیے دعوتِ فکر و

تحقیق کا باعث بھی ہے۔

گذشتہ سال بیدلؔ کا دیوان سلوک الطالبین مرتب کیا تھا جو بیدل یادگار کمیٹی، روہڑی نے شائع کیا ۔حسنِ اتفاق کہ اس دیوان کا منثور دیباچہ جو خود بیدلؔ سائیں نے لکھا، وہ بھی دیوان منہاج الحقیقت کے ساتھ اس بار محترم عبدالحسین موسوی صاحب نے عطا کیا۔ چنانچہ وہ دیباچہ یہاں من وعن نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ دیوان سلوک الطالبین کا یہ دیباچہ بھی محفوظ ہو جائے۔ جو بیدلؔ کی نثر کا بہترین نمونہ بھی ہے اور اس کے عقائد و نظریات کا مظہر بھی۔ اور اس دیباچہ سے جو اہم بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے اس میں اپنا نام عبدالقادر ہی لکھا ہے، نہ کہ قادر بخش جو زیادہ متداول ہے۔

نثر دیباچه سلوك الطالبين

"بهترین مضامین مضمون ثنای غیر منتهای سلطانی است که قلم ارادتش بر ورقۂ کاف و نون فقرۂ همچو الله ما یشاء و یثبت رقم کرده۔ ع :

اوست سلطان هر چه خواهد او کند

و خوش ترین فحاوی فحوای تحیات بلا نهایات صاحبِ برهانی که خامۂ رفعتش بر صفحه‌ٔدرون و برون عبارت :"کنت نبی الآدم بین الماء والتین به تحریر در آورده۔ فرد :

محمد ﷺ به صورت عرب آمده

به معنیٰ نگر عین رب آمده

وخلاصۂ مدح پردازی عترت عظام که جواهر زواهر منصبِ آن ها را اشعه وما اسألکم علیه اجرا الاالمؤدةفی القربیٰ باعثِ رنگ و آب است۔ فرد:

مشتاقِ آفتابِ جمالِ محمدیم

ما بندۂ محمد ﷺ و آلِ محمدیم

و نقادۂ مرامِ ثناء سازی صحابه کرامؓ درّرِ غرّرمنقبت آنها انوارِ اصحابی کالنجوم

بایهم اقتدیتم اهتدیتم موجبِ ضؤتاب است۔ فرد:

گرچه دوریم از بساطِ قربِ همت دور نیست
بندۂ شاہِ شمایم و ثناء خوانِ شما

اما بعد امی گوید خادم العاشقین طالب العارفین ذرۂ اصغر فقیر عبدالقادر که اگرچه این چند ابیات تشوق سمات را که از جاذبۂ قلبی از زاویۂ غیب سر به عرصۂ ظهور به زور کشیده و ازعالمِ معانی در محفلِ منطق رسید ۔ نه چنان نزاکتی است که عقول ادا فهمان رموز کاردانی را اشتغال مطالعه مضمونش محظوظ نماید ۔ ونه چندان لطافتی است که می کشان مظبطۂ عرفانی به تجرع صهبای ملاحظه معاینش توجه فرماید لیکن ذریعه استعدادقویت حال و وسیله استدعای فیض کمال خود دانسته به تحریر در آورده شد۔ به ترقب آنکه وقتی از اوقاتِ زمان و حینی از احیانِ دوران کدام مقبول درگاه ایزد سبحان به نظر رحمت اثر این مختصر را ملاحظه نموده به بصیرت معنوی که مرأت انعکاس تصور از ازل و ابد است ۔ از تار و پود قال و حال این شکسته بال مطلع گردیده به دعوات ترقئ درجات که ذاتِ مستطاب زمرۂ کرام و سجیۂ رضیه طائفۂ عظام است ۔ این مسترشد سبیلِ محبت و مستفیضِ فیضِ معرفت را یاد آورده "گره کار فروبستگان بانامل همتِ کامل کشاید ۔ فرد:

تا مگر مرغی همایونی شکار ما شود
پیش هر مرغی که باشد دانه می ریزیم ما

اللهم اجعلنا من اهل المشاهدة والیقین ولا تجعلنا من اهل الغفله والمحجوبین،

آمین،فقط"

آخر میں جناب اختر درگاہی صاحب سیکرٹری بیدلؔ یادگار اکیڈمی روہڑی کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے کہ جن کی تحریک اور تشویق سے یہ کام انجام پایا۔ اور اس کے بعد بیدلؔ سائیں کا ضخیم دیوان مصباح الطریقہ اور ان کی دیگر فارسی تصانیف بھی اسی طرح منظرِ عام پر لانے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمارے ارادوں کو شرفِ تکمیل عطا فرمائے۔ آمین

اس علمی و تحقیقی کام کے سفر میں عزیزم پیمان خضر نوشاہی کا خاص تعاون حاصل رہا جس کے باعث یہ کام بحسن و خوبی مکمل ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم و عمل اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور اس کے درجات بلند فرمائے اور اسے دین و دنیا کی کامرانی عطا فرمائے۔ آمین

و من الله التوفیق و علیه التکلان

خاکپائے صاحبدلاں

خضر نوشاهی

دارالفقراء نوشاہیہ ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاءالدین

۲۵ جولائی ۲۰۰۷ء

بسم الله الرحمن الرحیم

ای رخ تو به چشمِ جان آئینهٔ خدا نما
نورِ صفاش سوخته پردهٔ دیده دل مرا

جلوهٔ حسنت ای صنم با نو طرز دمبدم
کرد ظهور از کتم برد مرا دگر ز جا

نیم نگه تو در شهود صد در بیخودی کشود
گردش چشمِ تو ربود هوش دلم چو کهربا

قرب تو قربِ ایزدی وصل تو وصلِ سرمدی
مطلع نورِ احمدی است چهرهٔ روشن شما

وصف ترا نمی توان کرد بصد زبان بیان
در هر موشود زبان هم نرسد به انتها

من چو تنم تو جانِ من راحت دهِ روانِ من
مردم دیدگانِ من دیده دل ازتو منجلا

بیدل غمزده و حزین بندهٔ تست کمترین
رست زبند آن و این هر که به تست مبتلا

ساقی سر مست ما، آراسته بزم طرب
می کشان از انتظار دورِ جامش جان بلب
دور جامِ نرگسش رندان بی سر و پاء را
غوطه اندر بحرِ عرفان داد بی رنج و تعب
می کش پیمانهٔ ملکوت از مستی و وجد
حاصل ناسوت را داند همه لهو و لعب
نورِ وحدت را نگردد پردهٔ کثرت حجاب
بوی مشك معنوی بیرون دود از هر حجب
بسکه عالمگیر شد سر جلوهٔ آن نورِ پاك
شد عیان از هر تعیّن ذات آن روشن لقب
چون حباب اشکت در هجر عین دریا می شود
متصف با وصف حق گردد عشیقِ حق طلب
سر فدای ساز بیدل در طریقِ عشقِ یار
اَلَّذِیْ لَا مِثْلَهٗ لَوْ فِیْ الْعَجَمْ لَوْ فِیْ الْعَرَبْ

نداشت یوسف الحق صباحتی که تراست
کجا به لیلی بود این ملاحتی که تراست
به سنگ گرچه اثر کرد نغمهٔ داؤد
نبود لهجهٔ او را فصاحتی که تراست
هزار گلرخ دیدیم عشق ورزیدیم
ولی ندیدم حسن و لطافتی که تراست
به حسنِ خلق تو ای غمگسار درویشان
نداشت شیرین عذرا سماحتی که تراست
چو سطر ابروی بسمل کتابِ حسنِ تو شد
نیافت فکرت سرّ این عبارتی که تراست
نگشت عشر العشر آن زمان که سنجیدم
نهایت دگران با بدایتی که تراست

بهار حسن ترا عندلیب شد بیدل
که گل ندارد چندان نضارتی که تراست

ای که ز حق عمر گذاری عبث
دلبر نزدیك تر دور شماری عبث

آخر انسان توئی مظهرِ سبحان توئی
منظر رحمان توئی هان به چه کاری عبث

خلقت ملکوت پوش ، ساغر جبروت نوش
در رهِ لاهوت کوش دور زیاری عبث

جامِ خودی را شکن باده بقا نوش کن
یاب نجات از محن سینه فگاری عبث

مهر درین ذره ایست بحر درین قطره ایست
جان تو بی بهره ایست شرم نداری عبث

از هر ذره بیاب سرزده آن آفتاب
ورنه دل اندر حجاب جان سپاری عبث

بیدل مردانه شو ، بیخود و مستانه شو
طالبِ پیمانه شو سر به خماری عبث

آن ملیک مدنی شاه جهان صاحب تاج
که بود صد چو سلیمان به جنابش محتاج
عرض دارند سلاطینِ صفا تحفه نیاز
هر مه و سال به خدّامِ درش مثلِ خراج
والضحیٰ شاهدِ توضیح رخِ انورِ اوست
ذکرِ واللیل دلیل است بدان گیسو داج
سر بسر نورِ الٰهی است وجودِ محبوب
کز عکسش شده دیوارِ گلین رشکِ زجاج
جلوهٔ حسن هم از پرتو ماهیّتِ اوست
ورنه مائل نشدی دل به گل تیره مزاج
للّه الحمد که ظلمت کدهٔ عالم را
کرد روشن چو برافروخت سراج و هاج
بیدل از شوق بگو صلّ و سلّم یا رب
به روی عترت عالی و صحابه، ازواج

هر که نوشید ز میخانهٔ اسرار قدح
تافت بر خاطر بیدار وی انوار قدح
رمز انا احمد لامیم ز ساقی مطلق
گوش کن و دان که بود دافع پندار قدح
نکتهٔ نغز هربیّ شنو از شیرِ خدا
معتقد شو که شود صیقل زنگار قدح
شاهِ بسطام صدا اعظم شانی در داد
چونکه سر مست شد از نشئهٔ سر شار قدح
شیخ منصور اناالحق نه چو فرعون بگفت
بل چو شد نور ز سر جلوهٔ آثار قدح
نیست مضمون باذنی زلب تبریزی
بلکه از مستی و وجدان وفادار قدح
من خدا ، منطقِ عطار ، هم از مستی بود
بیدل از دست مده بادهٔ بیدار قدح

فتـــاد در ســر صـفـــا پـرستـــان دلـم الستـی خیـال فـرخ
کــزان خیـالــی بـعــالـم امـکــان رسید شـان را چـه حـال فـرخ
گروه معنیٰ شناس مطلق که محض فانی شده است فی الحق
حـجــاب کثـرت نـمـود مشق کـنـد ز وحـدت مـقــال فـرخ
ریــاح وجـدان اویـــس قـرنـی بـغـیـر واسـطـه قـران بـدنـی
رسیـد الــحـق بــه شـاهِ مـدنـی کــه بـود آئینــه کـمـال فرخ
عیان نهان و نهان عیان است، همان همین و همین همان است
اگــرچــه بیـرون ز هــر نشـان اسـت و لیك دارد جـمـال فـرخ
ظـهـور کــرده کـمـال بـی چـون زهــر تشبـه بـه شکل موزون
همـون است لیلیٰ همون است مجنون که رو نمودار مثال فرخ
در انتـظــار جـمـــال ذاتــی اگــرچـه گشتـم قـریـن مـمــاتــی
رسـد بـجــان و دلـم حیـاتـی چشم چـون زان لـب زلال فـرخ
متــاب بیـدل رخ از تـعـرف بـقـرب مـعـنـی شـوی مشـرف
مـده تـو دامـن قـلـنـدر از کف اگـر بـخـواهـی وصــال فـرخ

آن نورِ مقدس که مبرّا ز نشان بود	مظهر دو جهان شد
معشوق شبیه که پس پرده نهان بود	امروز عیان شد
شد مظهر اسماء، و صفات آن در مکنون	از بهر معارف
مسجود ملك نرهت افزای جنان بود	صورتِ انسان شد
با اسم محمد شد آن دوست مسیحیٰ	آمد به ظهورات
و از افسر لولاك سرافراز مهان بود	فیاض زمان شد
حسنِ خود در خواب نموده خودرا باز	نامید زلیخا
بی چون و چرا پاك ز هر کیف و بیان بود	یوسفِ کنعان شد
لیلیٰ و مجنون جمله بهانه است فسانه	نزد اهلِ حقیقت
او بود که بر خویش ز خود جلوه کنان بود	هم این هم آن شد
در کسوتِ رندانه انا الحق بسرائید	منصور لقب یافت
در خرقهٔ شیخانه شرایع تبیان بود	مالك و نعمان شد
هم بیدل و دلبر شد هم عارف هم شیخ	هم رند خرابات
بسطامی و تبریزی و هم شاه شهان بود	شبلی و صنعان شد

تبسم خوشت از صد حلاوت است لذیذ
کلام دلکشت از هر سلاحت است لذیذ

به پیش سالک معنیٰ شناس حسن پرست
سلاحت آن رخ خوب از صباحت است لذیذ

نشاید آئینه داری به مجلس کوران
که پیش دیده ور آئینه ندرت است لذیذ

بدان لطافتی حسنِ تو می خورم سوگند
که عیش دیدنت از جمله عشرت است لذیذ

به پیش عاشق جانباز صادق الاخلاص
گدایی درت از عزّ و تمکنت است لذیذ

عوام را نبود قدر وصل صاحبِ حسن
خواص را چو تماشائی جنت است لذیذ

وصال خویش ز بیدل دمی دریغ مدار
که ذوق وصل زهر گونه لذت است لذیذ

ای یــار گــر زدل آگــاهــی از بـنـد تـعـلـق تـن بـگـذر
ور سـود بـضـاعـت مـی خـاهـی زیـن پـلـه رخـت بـه منزل بر
بـگـسـل ز عـلایـق نـا سـوتـی شـو مـحـو بـه معنـی ملکوتـی
تــا ذوق مــعــارف جبـروتـی دهـدت ز هـویـت خـاص خـبر
ای آن کــه چـو حیـوان بیـدردی ، شـائسـتـه قـرب چسان گـردی
هیـهـات کــه پـنـج روز آوردی ، در خـوردن خـفـتـن عـمـر بـسـر
تــاواقفِ رازِ فـنــا نـشـوی ، آئـیـنـــۀ عـکـسِ بـقـا نـشـوی
تــا راه رو راهِ صـفــا نشـوی ، نـفـتـد بـه جـمـالِ قـدس نـظـر
از بـنـد تـعـیـن چـون گـسـلـی ، مـی دان تو یقین کز اهلِ دلـی
هیـن جـلـوۀ ذات خـفـی و جـلـی ، بی پـرده بـدیـدۀ بی یبـصـر
بـر عـهـدِ الـسـت مـؤثـق شـو ، در بـاقـی فـانـی مـطـلـق شـو
گـلـدسـتـۀ بــاغ هـوالـحـق شـو ، از خــار مـمـان مـرهـون ضـرر
زن غـوطـه تـو بـیـدل دیـوانـــه ، در بحـرِ تـفـکـر مـردانـه
جـانـبـاز بـوصـل جـانـانـه ، در کُـنـهِ حـقـیـقـت شـو مـاهـر

کسی که باده حقیقت کشد ز جام مجاز
نهد بصدق چو محمود سر به پای ایاز
بسا دلی که به سرِّ حقیقتِ انسان
وصول یافت چو شد محرمِ معانی باز
نه سرسری است مرا با تو عشق ورزیدن
که کشف گردد بر من ز تو دقایقِ راز
اگر نباشد قربِ قدیم را باعث
به عشقِ حادث سالك کجا شود جانباز
ز روی یوسف بر چشمِ روشنِ یعقوب
بتافت نور تجلی که شد بدو دمساز
زچهره زرگر نظّاره کرد شاه شرف
جمال بیچون شد مبتلا بدان پرواز
کنون به بیدل زان فیض بهرهٔ برسید
به یمن تلقین سلطانِ عارفان شهباز

زاهد حورِ بهشتی خواهد ، دلِ من عاشق روئی تو بس
حاجی سوئی مکه شتابد ، کعبهٔ جانم کوئی تو بس
بر گل عکسِ رخ تو فتاده ، لب به تبسم ناز کشاده
بلبل را در دام نهاده ،او هم مست از بوئی تو بس
شمع ز نورِ تو یافت ضیائی ، شد به تجلی چهره نمائی
دل پروانه گشت فدائی ، هر همه را رو سوی تو بس
شیرین مظهر حسنِ جمالت ، شد فرهاد یقین پا مالت
لیلیٰ مطلع نور کمالت ، مجنون بستهٔ موئی تو بس
از رُخِ یوسف جلوه نموده ، هوش زلیخا پاك ربوده
غنچهٔ دل یعقوب کشوده ، سرو قد دلجوئی تو بس
وامق را تو دیدهٔ روشن ، عذرا را تو خانهٔ گلشن
جائی بجائی شده صد افگن ، تیر کمان ابروئی تو بس
شاه شرف دین مردیگانه ، داشت به معنیٰ عشق بهانه
صورت آمد محض بهانه ، بیدل شیفته روئی تو بس

شهنشاهی که در تبیان نگنجد عظمت و شانش
ملائك از پی تعظیم بوسد خاكِ ایوانش
تمامی اولیاء ز ابدال و اوتاد و مشائخ و قطب
همه پیوستگی دارند در سِلكِ مریدانش
شربتم فضلتی لطفش بشارت داد خاصان را
که سرمستند از پس خوردهٔ پیمانه وجدانش
مریدی لاتخف بهر تسلّی طالبان فرمود
یقین دانم که مأمون است خیل خاکسارانش
گریبان گیر جانش گردد الطاف خداوندی
هر آن کو زد به نیت صاف دستی دل به دامانش
طریقش عروهٔ وثقی است متضمنش بود بی باك
به کشتی نوح هر کو نشست نبود غم ز طوفانش
اغث یا شاه محی الدین مدد گاری به بیدل کن
عطا فرما تو فوراً ساغر لبریز عرفانش

هر که با صدق رخ آورد بدان قبلهٔ خاص
ثم وجه اللّه او دید به دیدهٔ اخلاص
تا ز سر چشمهٔ اثبات طهارت نکنی
تا ابد از حدث خطره نیابی تو خلاص
تا گدازان نشود قلب نُه صد تابش وجد
عکس اکسیر بقا نقره نسازد زر خاص
سنگ گوهر شود از تابشِ خورشید چرا
دل منور نشود از نظر لطفِ خواص
خبر هوب(؟) بشرطِ لطف نیابند هرگز
کشتی فکر ز گردابِ خیالات مناص
سرِّ توحید عیان تا نشود بر عاشق
کی رود از نظر عقل تعیّن اشخاص
بیدل از شاهِ نجف همت عالی به طلب
تا شوی با مددش فائز زان سر مصاص

ای آن که می طپی ز پیء فتح باب فیض
وهم وجود تست یقین دان حجاب فیض

از گوشِ هوش پنبهٔ انکار کش برون
تا وارسد به سامعه صدقت خطاب فیض

ساغر طلب ز میکدهٔ عشقِ محمدی
تا مست باده وجد شوی زان جناب فیض

انوار حسنِ مه رُخ نورانی جمال
دارند اتصال بدان آفتاب فیض

هر سو شگفته از کرم تو هزار گُل
یکدم ببار بر من خاك ای سحاب فیض

مایوس نیست طالبِ وصلت که عاقبت
جوشِ طلب شود سببِ انجذابِ فیض

بیدل چو فیض می طلبی سر مکش ز عشق
مضمونِ عشق آمد بسمل کتاب فیض

ای دل به جانسپاری مردانه شو فقط
بر شمع روی جانان پروانه شو فقط

در غنچۀ وجودِ تو به شگفت صد بهار
زان بوئ خوش چون بلبلِ دیوانه شو فقط

با تیغ لا خزائنِ اِلّا بدست آر
جان کن فدا و همدمِ جانانه شو فقط

خواهی اگر به شاهدِ ذات آشنا شدن
از الفتِ تعیّن بیگانه شو فقط

بر زهد، علم تکیه نمودن ز ابلهی است
سر مست عشق طالبِ پیمانه شو فقط

از نحن اقرب ای دل کن گوش مژده وصل
دور از خود و به دلبر هم خانه شو فقط

بیدل همیشه غرق به دریای وجد باش
در قعرِ بحرِ وحدت دردانه شو فقط

بی کمالِ عشق از دیدار خوبان نیست حظ
تا نباشی بلبل از سیر گلستان نیست حظ
زاهد خود بین خدا بین کی شود با زهد خشك
بید خوانان را ز تفسیراتِ قرآن نیست حظ
عارف از بهر تماشا حسن بیچون می کند
ورنه چشم کور را ز آیئنه تابان نیست حظ
منکر فقراء نگردد بهر یاب از ذوق وجد
دیو را از نعمتِ توحیدِ عرفان نیست حظ
آن گروهی را که شد غرقاب بحر بی خودی
ز اجتهاد مالك و تاویلِ نعمان نیست حظ
هر که ذائقه فکرتش بگرفت ذوق معنوی
پس ورا از هر تنعم برگ سامان نیست حظ
عشق دلداده را بیدل به دارالآخرت
بی وصال دوست از فردوس رضوان نیست حظ

حالتی رو می دهد عشاق را اندر سماع
که عدم دانند هشت آفاق را اندر سماع
کوششی معنیٔ طلب با نفخهٔ مستی و وجد
تیز تر کرد آتش اشواق را اندر سماع
کاتب فکرت صفا جویان بآب بیهشی
پاک شوید جملهٔ اوراق را اندر سماع
اهلِ دل دانند که بی انداز مستی می رسد
باده نوش ساغر میثاق را اندر سماع
مطرب خوش لحن کو تا با نواهای الست
جمع سازد خاطر مشتاق را اندر سماع
گرچه ممنوع است شرعاً لیک در سیر سلوک
می دهد ترقی سالک طاق را اندر سماع
آن صدای بی جهت بیدل به سامعه فکر پاک
می رسد اربابِ استغراق را اندر سماع

جهان ز ظلمتِ جهل آن زمانه یافت فراغ

که شد منیر ز نورِ احمد این چهار چراغ

ز نورِ صدق یکی روشنی گرفت اسلام

فروغ عدل دویم شد عدوّ دین را داغ

ظهور ذاتِ سیوم شمع جمع حلم و حیا

شعاع چارم از شمس قدس داده سراغ

ز دست ساقی وحدت به بزمِ صحبت فیض

لبا لب از می هو هر یکی کشیده ایاغ

چه نافها است که ارواح اهل معنیٰ را

به بوی تذکره آن ها معطر است دماغ

به یمن خلت آن سالکان دین پرور

نموده آتش کده را عنایت ایزد باغ

چو گشت بدرقه ات مدح این جهان بیدل

رسی تو عاقبت اندر مقرِّ خود ز مراغ

ای نسیمِ صبحدم گر بگذری سوی نجف
با ادب کن خاک بوسی روضهٔ رضوان شرف
بعد آداب و تضرع وافره زین بنده گو
کای شهِ مردان باوصاف نوادر متصف
حق بنامیدت ولی و مصطفیٰ مولات خواند
سر احدیت ز تو بر عارفان شد منکشف
دارم امیدی که بر رویم درِ دل وا کنی
زان که تو داری کلید مخزن معنیٰ بکف
گرچه جسم اشکسته ام دور است از قربِ حضور
لیک جانم جاودان مانده بکویت معتکف
لطف فرما ، ده دلم را رو به راه مستقیم
تا نیفتم در غلط زین راههای مختلف
در طریقِ عشق بیدل را دلِ مردانه ده
تا نماید عمر خود در مستی وجدان تلف

می رسد هر دم به گوش جان من پیغامِ عشق

کای فلان گر ترک جان سازی بنوشی جام عشق

گوش بی گوشی کشا تا بشنوی بانگِ الست

ورنه سامعه عقل نبود مهبطِ الهامِ عشق

بی سرو پا می دود در وادی پهنای وجد

هر که او بسته ز میقاتِ ازل احرامِ عشق

نیك نامی اختیارم نیست معذورم بدار

پند ناصح کی پذیرد آن که شد بد نام عشق

شادئ جاوید مضمر در غم عشق است بس

شو اگر آزادگی خواهی اسیرِ دامِ عشق

حملهٔ عقلی نگردد بر بلیسی فتح یاب

دیو هستی را سر اندازی کند صمصام عشق

پُشتِ پا زن بر تنعم فانی دنیای دون

چون شدی بیدل مصاحب زمرهٔ اکرام عشق

خوش آن دمی که به بوسم خاک ایوانِ پاک
چه بقعه که شده مهبطِ عالم افلاک
شه شهانِ حقیقت سر سران طریق
که مشتهر شد فیضش ز سمک تا به سماک
قلندری که به عزم سطوتش ابدال
به حبل تا بعدار یش کرده استمساک
شهِ دو عالم شهباز آشیانهٔ قدس
که هست لعل بدخشان جلوهٔ ادراک
به خَلق خُلق ظهور و بطون خال مقام
تمام مجمع آثار سیّد لولاک
چه شهسوار که هر ره نوردِ بادیه وجد
زدش ز بهر مدد خواست دست در فتراک

به شاهراه تو بیدل چو خاک افتاده
به پا نهی تو توان گشت کیمیا این خاک

آن دو ریحان ریاض حضرت ختم الرسل
وآن دو سرو بوستانِ صفدر میر اجل

آن دو گوهر کانِ سیّده النساء زهرا بتول
سیّدا شبّابِ اهل الجنة اربابِ فضل

آن دو اختر برج شرع و آن دو سلطان هدیٰ
وان دو برج چرخ دین و آن دو هادی سبل

شاه حسن المجتبیٰ حضرت حسین المقتدا
هادی و مهدی امام العارفین دریای دل

آن گروه ناسزا کاعدای این پاکان شدند
بست گردن شان بحبل تن مَسد طول امل

دوست دار خاندانِ مصطفیٰ مرحوم باد
خارجی ملعون در دارین خوار و مضمحل

حُبِّ اولادِ علی بیدل دلیل فیض تست
آخرت ساز به زمره اهل معنیٰ متصل

گفتم به عشق روی تو گشتیم متهم
گفتا که من رفیق تو باشم مدار غم
گفتم که دین و دل همه کردم فدای تو
گفتا خوش آن کسی که کند جان نثار هم
گفتم که رویت آئینه صنع ایزدی است
گفتا بدیده معنی اشناس زنده دم
گفتم هزار شکر که وصلت نصیب ماست
گفتا که عشرت است پی عُسرت و الم
گفتم اساسِ وجد چرا نیست پائدار
گفتا بنای هستی راساز منهدم
گفتم که سرِّ خفیه مکشوف کی شود
گفتا چو بنگری به تأمّل به جام هم
بیدل ز جیب فکر مکش سرّ که عاقبت
در سلك سالكانت نمایندِ منتظم

یا رب از برق تجلّی عشق دل پُر نور کن
وین صنوبر را منوّر چون درختِ طور کن
پیشتر از انقطاع شغل معمار وجود
خانهٔ ما را به شغلِ معرفت معمور کن
دیده ما در شاهد جلوهٔ بی چون کشا
سینهٔ ما مخزن سرّ و صفا دستور کن
راه میکدهٔ سقاهم ربّهم به نما مرا
یعنی از صهبای وحدت مطلقم مخمور کن
ظاهرم را بر متابعت احمدی کن پائدار
باطنم را درد کِش از ساغرِ منصور کن
تن به امر شرع دل را لذت وجدان به بخش
غرقهٔ توحید ز آلایش دو بینی دور کن
عشق کامل بخش تا بخشد ز پندارم خلاص
پس دلِ بیدل به وصل جاودان مسرور کن

یقین می دان درین عالم که لا موجود الاّ هو
عقیده خود نما سالم که لا موجود الاّ هو
ز هر روزن کشیده سر جمال حُسنِ آن دلبر
به چشمانِ یقین بنگر که لا موجود الاّ هو
چو عزم افتاد سلطان را خلیفه کرد انسان را
یقین شد اهلِ عرفان را که لا موجود الاّ هو
چو صنعان عارفِ کامل به مظهر باخته دین و دل
شد از هر سو بدو مائلِ که لا موجود الاّ هو
ازان سر جلوهٔ اقدس تجلی یافت بر انفس
گواهی می دهد هر کس که لا موجود الاّ هو
چو ان اعرف به گوش آمد دلِ پاکان به جوش آمد
خواص اندر خروش آمد که لا موجود الاّ هو
به فکر بیخودی بیدل ز بند خویشتن بگسل
میقن شو به هر محفل که لا موجودالاّ هو

آمد به ملک عالم آن خسرو یگانه
بهر ظهورِ خود کرد انسان را بهانه
زد خیمه شاه شاهان در کوی بی نوایان
شد خانهٔ گدایان منزل گه شهانه
با ناز کرده دلبر خاکی قبای در بر
شد جلوه گر ز مظهر آن شاهد نهانه
پیدا ست نورِ ذاتی زین پردهٔ صفاتی
با دیدهٔ ثباتی نظاره کن عیانه
بی کیف در تکیف آمد پی تعرف
یعقوب مست یوسف این و آن همه فسانه
گه شیخ گه غازی گه رند گه نمازی
گه عاشقِ مجازی گه مفتی زمانه
سرِّ احد میقن در احمد است روشن
میم از میان برون کن بیدل موحّدانه

ای که از تحصیل ادنیٰ تاج بر سر یافتی
خلعت اسریٰ بعبده هم تو در بر یافتی
کحل ما زاغ البصر در چشمِ تو یزدان کشید
عزّ رویت نزلةً اخریٰ ازان در یافتی
شرف علّم آدم الاسماء بیافته بوالبشر
توز اسرار مسمیٰ بهره وافر یافتی
قرب ملکوت آسمان بود از کمالات خلیل
قدر فتدلی تو از دادار داور یافتی
ربِّ شرح لی کلیم اللّه صدای می زند
از الم نشرح تو صد گنجینه گوهر یافتی
منطق اوحیٰ الی عبده بسمع تو رسید
از خزائن بی نشان دامان پُر دریافتی
بیدل از تو در رهِ توحید می خواهد مدد
المدد ای آنکه از همه پایه برتر یافتی

الحمدللہ والمنۃ، دیوان منہاج الحقیقۃ از کلام حضرت فقیر قادر بخش بیدلؔ صورت اتمام گرفت، بدست خط خادم الفقراء خضر نوشاہی حالوارد بخانہ اسد نواز، سکنہ آڈہ، تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ بتاریخ ۹۔ جولائی ۲۰۰۷ء بروز پیر۔ بوقت ایک بجے دوپہر

ڈاکٹر خضر نوشاہی کا مکمل نام سید خضر حیات نوشاہی اور آپ کے والد گرامی کا نام سید عبدالکریم عباسی نوشاہی ہے۔ آپ کی ولادت تاریخ ۸ مارچ ۱۹۵۲ء کو ساہن پال شریف ضلع منڈی بہاؤالدین (پنجاب) میں ہوئی اور تا حال وہیں سکونت پذیر ہیں۔

ڈاکٹر خضر نوشاہی نے ہمدرد یونیورسٹی کراچی سے سندھ کے ایک باکمال عالِم میر علی شیر قانع کی فارسی نثری تصنیف "معیار سالکان طریقت" کی تدوین و مقدمہ پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی جو مذکورہ یونیورسٹی کی جانب سے اولین ڈاکٹریٹ کی ڈگری شمار ہوتی ہے۔

ڈاکٹر خضر نوشاہی کی مطبوعہ اردو فارسی تصنیفات، تالیفات و مرتبات کی فہرست بہت طویل ہے، تاہم ان میں دیوان عطار، معیار سالکان طریقت، تذکرہ علماء ہند، تذکرہ سید احمد شامی، اور کلیات عباسی از سید عبدالکریم عباسی نوشاہی اہم ہیں۔